از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 26 مئی 1952

دی سٹیٹ آف بمبئی

بنام

پرشوتم جوگ نائک

[پتنجلی شاستری چیف جسٹس، مہرچند مہاجن، مکھرجی، داس اور بوس جسٹس صاحبان]

امتناعی نظر بندی ایکٹ (IV، سال 1950)، دفعہ 3- آئین ہند 1950، آرٹیکل 166- حراست کا حکم- حکم کی نوعیت- حکم میں کہا گیا کہ حکومت مطمئن ہے- واضح طور پر یہ نہیں کہہ رہی ہے کہ یہ گورنر کے نام پر جاری کیا گیا ہے- جوازیت- دوسرے شواہد سے ثبوت- سکریٹری کے شہادت کی اہمیت- تصدیق کی نوعیت۔

امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 کی دفعہ 3 کے تحت کیے گئے حراست کے حکم کا مادی حصہ مندرجہ ذیل تھا:

" جبکہ بمبئی کی حکومت جے این کے نام سے جانے والے شخص کے حوالے سے مطمئن ہے کہ اسے امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصبانہ انداز میں کام کرنے سے روکنے کے لیے درج ذیل حکم دینا ضروری ہے۔ اب، اس لیے، بمبئی کی حکومت مذکورہ جے این کو حراست میں لینے کی ہدایت دینے پر راضی ہے۔

بمبئی کے گورنر کے حکم سے

(ایس ڈی۔) وی۔ ٹی۔ ڈی

سیکرٹری، حکومت بمبئی، محکمہ داخلہ "

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and integrity of this document

بمبئی کی عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ یہ حکم ناقص تھا کیونکہ یہ آرٹیکل 166 (1) کے معنی میں "گورنر کے نام پر ظاہر نہیں کیا گیا تھا" اور اس کے مطابق آرٹیکل 166 (2) کے ذریعے محفوظ نہیں تھا:

حکم ہوا کہ، ہ یہ حکم صرف اس وجہ سے ناقص نہیں تھا کہ اس میں کہا گیا تھا کہ بمبئی کی حکومت مطمئن ہے اور بمبئی کی حکومت جے این کو حراست میں لینے کی ہدایت دینے پر راضی ہے، اور اگرچہ "بمبئی کے گورنر کے حکم سے" الفاظ کے ساتھ "اور ان کے نام پر" الفاظ کو شامل کرنے سے معاملہ تنازعہ سے بالاتر ہوتا، لیکن یہ حکم واقعی آرٹیکل 166 کے تحت بمبئی کے گورنر کے نام پر لیا گیا تھا۔

مزید حکم ہوا کہ، یہ فرض کرتے ہوئے کہ حکم ناقص تھا، ریاستی حکومت کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ دوسرے ذرائع سے ثابت کرے کہ ایسا حکم جائز طور پر دیا گیا ہے۔ ہر معاملے میں وزیر عہدہ کو بلانا بالکل ضروری نہیں ہے؛ اگر سیکرٹری یا کسی دوسرے شخص کے پاس علم کے مطلوبہ ذرائع ہیں اور اس کے حلف نامے پر یقین کیا جاتا ہے، تو یہ کافی ہوگا۔

تصدیق ہمیشہ مجموعی ضابطہ دیوانی کے آرڈر XIX، قاعدہ 3 کی طرز پر کی جانی چاہیے، چاہے کوڈ کا اطلاق شرائط میں ہو یا نہ ہو، اور جب خارج کیا گیا معاملہ ذاتی علم پر مبنی نہ ہو تو معلومات کے ذرائع کو واضح طور پر ظاہر کیا جانا چاہیے۔

اپیلیٹ دائرہ اختیار: کیس نمبر 30، سال 1950۔ فوجداری درخواست نمبر 1003، سال 1950 میں بمبئی (باوڈیکر اور ویاس جسٹس صاحبان) میں نظامِ عدلیہ کی عدالتِ عالیہ کے 24 اکتوبر 1950 کے فیصلے اور حکم سے آئین ہند کے آرٹیکل 132 (1) کے تحت اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے جی این جوشی کے ساتھ ایم سی سیتلواڈ (ہندوستان کے اٹارنی جنرل) اور سی کے ڈیفتری (ہندوستان کے سالیسیٹر جنرل)۔

جواب دہندہ ایک طرفہ۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and
integrity of this document

26.1952 مئی۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس بوس نے سنایا۔

یہ بمبئی عدالت عالیہ کے ایک حکم کی اپیل ہے جس میں مدعا علیہ کی رہائی کی ہدایت کی گئی ہے جسے امتناعی نظر بندی ایکٹ سال 1950 کی دفعہ 3 کے تحت حراست میں لیا گیا تھا۔

فاضل اٹارنی جنرل شروع میں کہتا ہے کہ حکومت مدعا علیہ کو دوبارہ گرفتار نہیں کرنا چاہتی بلکہ صرف کچھ نکات پر ہائی کورٹ کے فیصلے کی جانچ کرنا چاہتی ہے جس کے ریاست بمبئی میں احتیاطی حراستوں پر دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ کنگ ایمپرر بنام ویملا بائی دیشپانڈے ([1]) میں پریوی کونسل کے ان کے عزت ماب کی مثال پر عمل کرتے ہوئے ہم اپیل کا فیصلہ کرنے کے لیے آگے بڑھتے ہیں لیکن ہدایت دیتے ہیں کہ مدعا علیہ کو کسی بھی صورت میں ان معاملات کے سلسلے میں دوبارہ گرفتار نہیں کیا جائے گا جن سے اپیل کا تعلق ہے۔

مدعا علیہ کو اصل میں 26 فروری 1950 کو بیلگام کے ضلع مجسٹریٹ کے حکم کے تحت گرفتار کیا گیا تھا، حالانکہ وہ اس وقت اس اختیار کے دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ 11 جولائی 1950 کو بمبئی عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ اس قسم کی حراست غلط ہے۔ یہ فیصلہ ***ان ری گھٹے*** ([2]) کے معاملے میں دیا گیا۔ اس کی وجہ سے 57 مقدمات کا جائزہ لینا ضروری ہو گیا، جن میں مدعا علیہ بھی شامل تھے۔ ان تمام معاملات میں 17 جولائی 1950 کو احکامات جاری کیے گئے۔ قیدیوں میں سے تقریباً 52 کو رہا کر دیا گیا اور باقی معاملات میں حکومت بمبئی کی طرف سے حراست کے نئے احکامات جاری کیے گئے۔

مدعا علیہ کے معاملے میں حکم ان شرائط میں تھا:

"جبکہ بمبئی کی حکومت ضلع کنارا کے تعلقہ کاروار کے الگا گاؤں کے شری پروشوتم جوگ نائک کے نام سے جانے جانے والے شخص کے حوالے سے مطمئن ہے کہ اسے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and
integrity of this document

امن عامہ کی بحالی کے لیے متعصبانہ انداز میں کام کرنے سے روکنے کے لیے درج ذیل حکم دیناضروری ہے:

اب، اس لیے، امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 (نمبر IV، سال1950) کے دفعہ 3 کے ذیلی دفعہ (1) کے ذریعے دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، بمبئی کی حکومت کو یہ ہدایت دیتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ مذکورہ شری پرشوتم جوگ نائک کو حراست میں لیاجائے۔

بمبئی کے گورنر کے حکم سے،

ایس ڈی /-وی ٹی دیہیجیا،

سیکرٹری، حکومت بمبئی،

محکمہ داخلہ

بمبئی کاسل میں، جولائی1950 کے اس17 ویں دن۔"

انہیں26 جولائی 1950 کو حراست کی بنیاد پر اور 9اگست کو مکمل سیٹ کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اصل بنیاد اس طرح تھی:

"کرایہ کی عدم ادائیگی کے لیے اپنی مہم کو آگے بڑھاتے ہوئے، آپ بیلگام ضلع کے لوگوں کو مالک مکان وں کے خلاف تشدد کی کارروائیوں کے لیے اکسارہے تھے۔

تمام امکانات میں، آپ ایسا کرتے رہیں گے۔"

"دوسرے سیٹ میں درج ذیل اضافی تفصیلات دی گئیں:

"بیلگام ضلع کے لوگ، جنہیں آپ کرایہ کی عدم ادائیگی کے لیے اپنی مہم کو آگے بڑھانے کے لیے مالک مکانوں کے خلاف تشدد کی کارروائیوں کے لیے اکسارہے تھے، وہ بیلگام ضلع کے خان پور تعلقہ کے ہڈالگے اور آس پاس کے دیہاتوں میں کرایہ دار

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and integrity of this document

تھے، اور یہ اشتعال آپ نے اپریل 1949 میں اپنی گرفتاری تک کچھ مہینوں تک جاری رکھا۔"

24 اگست 1950 کو مدعا علیہ نے رہائی کے حکم کے لیے مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 491 کے تحت بمبئی عدالت عالیہ میں درخواست دی۔ وہ کامیاب ہوا، اور اپیل اس حکم کے خلاف ہے۔

عدالت عالیہ کے ججوں نے جس پہلی بنیاد پر پیش قدمی کی وہ یہ تھی کہ 17 جولائی کا حراست کا حکم ناقص تھا کیونکہ اس کا اظہار مناسب قانونی نویت میں نہیں قابل تھا۔ ان کی استدلال کی بنیاد یہ ہے۔

آئین کے آرٹیکل 166(1) کے مطابق۔

"کسی ریاست کی حکومت کی تمام انتظامی کارروائی گورنر کے نام پر کی جائے گی۔"

یہ دیکھا جائے گا کہ حراست کا حکم تمہید میں بیان کیا گیا ہے۔

"جبکہ بمبئی کی حکومت مطمئن ہے۔..................."اور آرڈر کا عملی حصہ چلتا ہے۔

"اس لیے اب..................... بمبئی کی حکومت ہدایت وغیرہ کرنے پر راضی ہے۔"

اس میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ بمبئی کے گورنر ہدایت دینے پر راضی ہیں۔ فاضل ججوں نے مؤقف اختیار کیا کہ یہ کوئی ایسا حکم نہیں ہے جس کا اظہار گورنر کے نام پر ہوا ہو اور اس کے مطابق آرٹیکل 166 کی شق (2) کے ذریعے محفوظ نہیں ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ریاست دوسرے ذرائع سے یہ ثابت کر سکتی ہے کہ مناسب اتھارٹی کی طرف سے ایک درست حکم منظور کیا گیا تھا، لیکن ان کا مؤقف تھا کہ تحریری، (ریکارڈ نمبر 3)، جو حکم کو مجسم بناتی ہے، کو یہ ثابت کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا کہ ایک درست حکم دیا گیا تھا کیونکہ آرٹیکل 166(1) میں بیان کردہ فارمولا استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ ہم متفق نہیں ہو سکتے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and integrity of this document

اب ہم اظہار کی لاپرواہی کی حوصلہ افزائی نہیں کرنا چاہتے، اور نہ ہی ہمارا مطلب یہ ہے کہ کسی قانون یا آئین کی زبان سے علیحدگی کی جائز حدود کے بارے میں ذہین تجربات قابل قدر ہوں گے، لیکن جب سب کچھ کہا اور کیا جاتا ہے تو ہمیں آرٹیکل 166 اور آرڈر کے جوہر کو دیکھنا چاہیے۔

اس معاملے میں مختصر جواب یہ ہے کہ زیر غور حکم گورنر کے نام پر "اظہار" کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ "گورنر کے حکم سے"، "اظہار" کے معنی میں سے ایک کسی خاص شخص کی رائے یا جذبات کو ظاہر کرنا ہے اور جب حکومت کا سیکرٹری کسی شخص کو گرفتار کرتا ہے اور اسے اس ترتیب میں بتاتا ہے کہ یہ گورنر کے حکم کے تحت کیا جارہا ہے، تو وہ یہ کہہ رہا ہے کہ وہ گورنر کے نام پر کام کر رہا ہے اور اس کی طرف سے حراست میں لیے گئے شخص کو گورنر کی رائے اور احساسات اور احکامات سے آگاہ کر رہا ہے۔ ہماری رائے میں، آئین میں جادوئی تاپدیپ کی ضرورت نہیں ہے جس کا اظہار صرف الفاظ کے ایک مقررہ فارمولے میں کیا جاسکے۔ ہمیں جو دیکھنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ضروریات کا مواد موجود ہے یا نہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ حکم امتناعی نظر بندی ایکٹ 1950 کے تحت دیا گیا تھا، اور اس لیے اسے اس کی شرائط کے مطابق ہونا پڑا۔ ایکٹ کے دفعہ 3 میں کہا گیا ہے کہ اگر ریاستی حکومت مطمئن ہو تو،

"ایسے شخص کو نظر بند کرنے کا حکم دیں۔"

یہ سچ ہے کہ جنرل کلاز ایکٹ کی دفعہ 3[(43a)(a)] کے تحت الفاظ "ریاستی حکومت" کا مطلب گورنر ہے، لیکن اگر ایسا ہے تو اس بیان محاورہ کو اسی ترتیب میں وہی معنی دیا جانا چاہیے جو محض دفعہ 3 کی زبان کو دوبارہ پیش کرتا ہے، درحقیقت اس لیے نہیں کہ جنرل کلاز ایکٹ آرڈر پر لاگو ہوتا ہے (یہ نہیں ہوتا ہے) بلکہ اس لیے کہ آرڈر ایکٹ کی زبان کو دوبارہ پیش کر رہا ہے اور اس لیے اس کا وہی معنی ہونا چاہیے جیسا کہ ایکٹ میں ہے، خاص طور پر جیسا کہ آرڈر الفاظ کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔

"بمبئی کے گورنر کے حکم سے۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ دیکھا جائے گا کہ امتناعی نظر بندی ایکٹ کی دفعہ 3 اس کی طرف سے مخصوص بعض حکام کو حراست کے احکامات دینے کے قابل بناتی ہے۔ ان میں نہ صرف ریاستی حکومتیں بلکہ مرکزی حکومت، کوئی بھی ضلع مجسٹریٹ یا سب ڈویژنل مجسٹریٹ اور کچھ پولیس کمشنر بھی شامل ہیں۔ اس فہرست میں کسی ریاست کا گورنر شامل نہیں ہے۔ اب، اگرچہ کسی قانون میں ظاہر ہونے والی اصطلاح "ریاستی حکومت" کا مطلب ریاست کا گورنر ہے، لیکن قانون کی ایسی کوئی شق نہیں ہے جو گورنر کی اصطلاح کو ریاستی حکومت کے مساوی بنائے جس کا وہ سربراہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، آئین اسے کچھ کام اور اختیارات دیتا ہے جو اس کی حکومت سے الگ ہیں۔ اس لیے یہ مناسب تھا کہ اس معاملے میں حکم یہ بتائے کہ حکومت بمبئی مطمئن تھی نہ کہ کسی اور اتھارٹی پر جس پر ایکٹ کے ذریعے غور نہیں کیا گیا تھا اور اس حکومت نے حراست کی ہدایت کی تھی۔ یہ بھی مناسب تھا کہ حکم پر عمل درآمد گورنر کے حکم کے تحت کیا جانا چاہیے تھا، قواعد کے تحت، سکریٹری کے دستخط سے۔ یہ سچ ہے کہ "بمبئی کے گورنر کے حکم سے" الفاظ کے ساتھ "اور اس کے نام پر" الفاظ کا اضافہ اس معاملے کو تنازعہ سے بالاتر رکھتا لیکن ہم یہ دیکھنے سے قاصر ہیں کہ ایک حکم جو بمبئی کے گورنر کا حکم ہونے کا ارادہ رکھتا ہے وہ اس کے نام سے مختلف کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر A کسی مراسلے میں اپنے نام پر دستخط کرتا ہے تو وہ مراسلہ اس کے نام سے نکلتا ہے۔ اسی طرح، اگر وہ اپنی طرف سے دستخط کرنے کے لیے کسی ایجنٹ کو ملازم رکھتا ہے اور ایجنٹ کہتا ہے کہ وہ A کے حکم کے تحت دستخط کر رہا ہے، تو دستاویز پھر بھی A کے نام سے سامنے آتی ہے۔ ہماری رائے میں، اس نکتے پر عدالت عالیہ غلط تھی۔

ہائی کورٹ کے استدلال میں اگلا قدم یہ تھا۔ فاضل ججوں نے مؤقف اختیار کیا کہ حکم کے طور پر پیش کی قابل تحریر خود کو اس عیب کی وجہ سے ثابت نہیں کرتی جس پر ہم نے ابھی غور کیا ہے بلکہ اس کے باوجود ریاستی حکومت کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ دوسرے ذرائع سے ثابت کرے کہ ایسا حکم جائز طور پر دیا گیا تھا۔ اس لیے فاضل ججوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ حقائق بیان کرتے قابل حلف نامہ پیش کرے۔ ہوم سکریٹری کی طرف سے ایک حلف نامہ پیش کیا گیا لیکن معزز جج مطمئن نہیں قابل اور مزید حلف نامہ طلب کیا۔ اس کے بعد ہوم سکریٹری نے دوسرا حلف لیا لیکن

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فاضل جج ابھی تک مطمئن نہیں تھے اور اس بات پر غور کیا کہ انچارج وزیر کو خود حلف نامہ دینا چاہیے تھا۔

ہم اس معاملے پر بحث کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ ایک بار جب اس قسم کا حکم خود کو ثابت کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے اور اسے دوسرے ذرائع سے ثابت کرنا پڑتا ہے تو عدالت کو مطمئن کرنے کے لیے ضروری شواہد کی مقدار کے حوالے سے کوئی قاعدہ طے کرنا ناممکن ہو جاتا ہے جو سوال کا فیصلہ کرنے کے لیے طلب کیا جاتا ہے یا مطلوبہ شواہد کی نوعیت۔ یہ حقیقت کا سوال ہے جو ہر معاملے میں مختلف ہونا چاہیے۔ یقیناً، اپیل عدالت کے طور پر بیٹھ کر، ہمارے لیے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہوتا اگر ہم پہلے نکتے پر کسی مختلف نتیجے پر پہنچ جاتے اور ریاستی حکومت مدعا علیہ کی دوبارہ گرفتاری چاہتی۔ لیکن جیسا کہ ہمیں صرف عام اصولوں سے نمٹنے کے لیے کہا جاتا ہے، اس حوالے سے ہمیں صرف اتنا کہنے کی ضرورت ہے کہ ہر معاملے میں وزیر انچارج کو بلانا ضروری نہیں ہے۔ اگر سیکرٹری، یا کسی دوسرے شخص کے پاس علم کے مطلوبہ ذرائع ہیں اور اس کے حلف نامے پر یقین کیا جاتا ہے، تو یہ کافی ہو گا۔

تاہم، ہم یہ مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں پیش کیے گئے حلف ناموں کی تصدیق ناقص ہے۔ حلف نامے کے مرکزی حصے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ کچھ معاملات سیکرٹری کو معلوم تھے جس نے ذاتی طور پر حلف نامہ بنایا تھا۔ تاہم تصدیق میں کہا گیا ہے کہ سب کچھ اس کی معلومات اور عقیدے کے مطابق درست تھا۔ ہم اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کیونکہ اس قسم کی غلط تصدیق کسی دیئے گئے معاملے میں حلف نامے کو مسترد کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ تصدیقوں کو ہمیشہ مجموعی ضابطہ دیوانی کے آرڈر XIX، قاعدہ 3 کی طرز پر بنایا جانا چاہیے، چاہے کوڈ شرائط میں لاگو ہوتا ہے یا نہیں۔ اور جب خارج کیا گیا معاملہ ذاتی معلومات پر مبنی نہ ہو تو معلومات کے ذرائع کو واضح طور پر ظاہر کیا جانا چاہیے۔ ہم پدما بتی داسی بنام راسک لال دھر ([1]) میں جینکنز چیف جسٹس اور ووڈروف جسٹس کے تبصروں کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں اور فاضل ججوں کے مشاہدات کی توثیق کرتے ہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہوم سکریٹری کے ساتھ منصفانہ طور پر ہم یہ کہنا درست سمجھتے ہیں کہ ان کی صداقت پر نہ تو عدالت عالیہ نے شک کیا اور نہ ہی اعتراض کیا، بلکہ صرف ان کے علم کے ذرائع پر۔ وہ وزیر کے "اطمینان" کی بات کر رہے تھے اور عدالت عالیہ وزیر کے ذہن کی حالت کے بارے میں ان کے علم سے مطمئن نہیں تھی۔ فاضل ججوں کا خیال تھا کہ وزیر خود معلومات کا زیادہ تسلی بخش ذریعہ ہوتے، لیکن جیسا کہ ہم کہتے ہیں، یہ قانون کا سوال نہیں ہے۔ تجریدی قانون کے معاملے کے طور پر، یقیناً انسان کے ذہن کی حالت کو خود اس شخص کے علاوہ کسی اور ثبوت سے ثابت کیا جا سکتا ہے، اور اگر ہوم سکریٹری کے پاس علم کے مطلوبہ ذرائع ہیں، مثال کے طور پر، اگر وزیر نے اسے بتایا تھا کہ وہ مطمئن ہے یا اس نے اپنے طرز عمل اور اعمال سے اطمینان کا اشارہ کیا تھا، اور ہوم سکریٹری کا حلف نامہ مخصوص معاملے میں کافی سمجھا گیا تھا، تو یہ قانونی طور پر کافی ثبوت ہو گا۔ لیکن کیا یہ کسی بھی معاملے میں کافی ہو گا، یا آیا "بہترین ثبوت کے اصول" کو اس مخصوص معاملے میں سختی سے لاگو کیا جانا چاہیے، یہ لازمی طور پر اس کے حقائق پر منحصر ہونا چاہیے۔ موجودہ معاملے میں، یہ عنصر تھا کہ 6 دنوں کے دوران 57 مقدمات نمٹائے گئے اور ایک ہی دن میں تمام احکامات منظور کیے گئے۔ لیکن ہم خوبیوں میں گھسنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ اگر عدالت عالیہ کے فاضل ججوں نے قانون کی تجویز کے طور پر یہ بیان کرنے کا ارادہ کیا کہ محکمہ کے انچارج وزیر کا حلف نامہ ایسے تمام معاملات میں ناگزیر ہے، تو وہ بہت آگے بڑھ گئے۔

فاضل اٹارنی جنرل نے دعوی کیا کہ انچارج وزیر کو آئین کے آرٹیکل 163(3) کی وجہ سے ان معاملات کو افشا کرنے کے لیے نہیں کہا جا سکتا۔ ہم اس سوال کا فیصلہ نہیں کرتے اور اسے کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔

ایک اور نقطہ جس پر بحث کی گئی تھی وہ اس استحقاق سے متعلق تھا جس کا دعوی ہوم سکریٹری نے ریاستی حکومت کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 22(6) کے تحت کیا تھا۔ حکومت نے حراست میں لیے گئے شخص کو فراہم کردہ بنیادوں میں کچھ حقائق کا انکشاف کیا اور اپنے قبضے میں موجود باقی حقائق کے حوالے سے استحقاق کا دعوی کیا۔ ہماری رائے میں، فراہم کردہ بنیادیں کافی حد تک مخصوص تھیں اور وہ حکومت کے "اطمینان" کے لیے ایک مناسب بنیاد بن سکتی ہیں۔ جہاں تک

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and
integrity of this document

باقی کا تعلق ہے، حکومت نے عوامی مفاد کی بنیاد پر ہوم سکریٹری کے حلف نامے میں استحقاق کا دعوی کیا ہے۔ اس سے مزید سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کا ہم جائزہ لینے کا ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ مدعا علیہ کو دوبارہ گرفتار نہیں کیا جاتا ہے۔

رہائی کا حکم، ہماری رائے میں، غلط تھا، لیکن مدعا علیہ کو دوبارہ گرفتار نہ کرنے کے حکومتی عہد نامے کے پیش نظر، ہم ہدایت کرتے ہیں کہ اسے ان معاملات کے سلسلے میں دوبارہ گرفتار نہ کیا جائے جن سے یہ اپیل متعلق ہے۔

عدالت عالیہ کا حکم خارج کر دیا گیا۔

اپیل کنندہ کا ایجنٹ: پی اے مہتا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 13:42
I attest to the accuracy and
integrity of this document